بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً۔ أَمَّا بَعْدُ:

102: باب 61- کثرت سے قسم اٹھانا مذموم ہے۔

[آیت (المائدۃ:89)، (بخاری:2087)، (معجم الکبیر للطبرانی:2111)(بخاری:3650، 3651)]

لکتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبدالوہاب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کا درس جاری ہے اور آج کی نشست میں ایک نئے باب سے درس کا آغاز کرتے ہیں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "باب ما جاء في كثرة الحلف" (کثرت سے قسم اٹھانے کا حکم)۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پہلے کئی ابواب میں قسم کے متعلق باب باندھے تھے اور اس باب میں قسم کے متعلق صرف ایک جزیئے کے متعلق بات کر رہے ہیں وہ ہے کثرت سے قسم کھانا۔

کثرت سے قسم کھانا اچھی بات نہیں ہے، بعض لوگوں کی عادت ہے کہ ہر بات پر قسم کھاتے ہیں چاہے وہ بات ذو معنی ہو، اچھی ہو، یا بات اتنی اہمیت کی ہو کہ اس کے لیے قسم کھانا ضروری ہے یا نہیں اس کو جاننے کے بغیر صرف وہ قسم کھانا جانتے ہیں بس ہر بات پر ضروری ہے قسم کھانا۔

تو کثرت سے قسم کھانا جو ہے وہ توحید کے کمال کے منافی ہے کیونکہ اگر توحید کامل ہوتی تو پھر اللہ تعالیٰ کا جو عظیم نام ہے وہ ہر معاملے پر، ہر مسئلے میں اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیتے اور خاص طور پر قسم جیسا لفظ جو ہے یہ عام لفظ نہیں ہے۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس باب کو اس لیے باندھا تھا کہ ان شقوں کو بیان کریں کہ کثرت سے قسم کھانا جو ہے مذموم ہے اور اس کی دلیل میں سورۃ المائدۃ کی آیت کو بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَاحْفَظُوٓا أَيْمَانَكُمْ﴾ (المائدۃ:89) (اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو)۔

1۔ قسم کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے اُس کا ایک طریقہ ہے۔

2۔ قسم کی حفاظت کیوں کی جائے؟ قسم کی حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ:

۱۔ بات بات ہر معاملے پر قسم نہ کھائی جائے، جب ظاہر ہے آپ زیادہ قسم نہیں کھاؤ گے تو حفاظت ہی ہو گی قسم کی۔

۲۔ اگر قسم کھالی جائے اور اس پر گرہ ڈال لی جائے (یعنی قسم کو مضبوط کیا جائے) تب اس قسم کو پورا کرنا لازم ہے اور واجب ہے کہ قسم کی حفاظت ہو۔

۳۔ تیسرا طریقہ کہ اگر قسم کو توڑنا چاہے تو پھر اُس کا کفارہ ادا کرے اور قسم کو توڑ دے اگر اُس کی کوئی وجہ ہے، اگر کفارہ ادا نہیں کرتے تو قسم کی حفاظت نہیں ہوئی۔

تو یہ قسم کی حفاظت کا معنی ہے۔

ضرور کیوں ہے قسم کی حفاظت ؟

کیونکہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے اُس کی اہمیت ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے اُس کا ذکر کیا ہے تو پھر اسے چاہیے کہ وہ اس نام کی قدر کرے اور اپنی قسم کی حفاظت کرے اور جو اپنی قسم کی حفاظت نہیں کرتے وہ یاد رکھیں کہ اُن کے ایمان میں کمزوری ہے اُن کی توحید میں کوئی نہ کوئی نقص ضرور موجود ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ اگر آپ اس مذمت سے بچنا چاہتے ہیں تو کثرت سے قسم کھایا ہی نہ کریں۔

یہ آیت جو ہے سورۃ المائدۃ آیت نمبر 89 قسم کے متعلق ایک بنیادی آیت ہے قسم کے احکام اور مسائل میں سے جو اہم باتیں ہیں قسم کا کفارہ اسی ایک آیت میں موجود ہے، قسم کی قسمیں اسی آیت میں موجود ہیں تو میں حاضرین وسامعین سے گزارش کرتا ہوں کہ اس آیت کو جا کر پڑھیں اس کا ترجمہ اس کی تفسیر اور دیکھیں علماء کے اقوال اور دیکھیں کہ کس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے اس ایک آیت میں کتنے پیارے پیارے پیغام دیئے ہیں قسم کے تعلق سے۔

یہ بات بھی یاد رکھیں کہ آج کل کے دور میں قسم کے متعلق اکثر لوگ غافل ہیں (قسم کے احکام اور مسائل کے متعلق) پتہ ہی نہیں ہوتا قسم کھا لیتے ہیں پھر سوال کرتے ہیں کہ کیا کریں۔ تو اس سے پہلے کہ آپ قسم کھائیں (اور قسم کھانا ہماری زندگی کا ایک حصہ ہے) ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم قسم کے احکام اور مسائل جان لیں۔

اس پر میں نے ایک مکمل درس دیا ہے قسم کے احکام اور مسائل کے متعلق تو حاضرین وسامعین سے گزارش ہے کہ وہ بھی آپ سن لیں ان شاء اللہ اس سے بھی آپ کو فائدہ ہو گا اور میں یہاں پر بیان اس لیے نہیں کروں گا کہ پھر ایک ہی بات کو بار بار بیان کرنے سے وقت ضائع ہوتا ہے تو آپ جو بھی احکام اور مسائل ہیں وہیں سے آپ لے لیں۔

اس آیت میں جو اہم پیغام ہیں وہ یہ ہیں:

1۔ کہ قسم کی حفاظت کرنا فرض ہے۔

2۔ قسم کی حفاظت کے طریقے کو جاننا۔

3۔ کثرت سے قسم کھانے سے قسم کی حفاظت نہیں ہوتی۔

4۔ کثرت سے قسم کھانا قابل مذمت ہے۔

5۔ کثرت سے قسم کھانا توحید کامل کے منافی ہے۔

تو اس ایک آیت میں ہمیں یہ پانچ پیغام ملتے ہیں۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وعن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مُمْحِقَةٌ لِلْكَسْبِ" أخرجاه (صحیح بخاری، مسلم میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ واللہ وسلم فرماتے ہیں کہ قسم چیزوں کی فروخت کا ذریعہ تو ہے لیکن اس سے برکت اٹھ جاتی ہے)۔

قسم کھانے سے تاجر جب قسم کھاتا ہے تو اُس کی قسم سے اُس کی تجارت تو چمک جاتی ہے یعنی چیزیں تو بِک جاتی ہیں لیکن اس کی تجارت کا مال جو ہے اس میں بے برکتی پیدا ہو جاتی ہے اور اس حدیث میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر دیتے ہیں کہ بعض تاجر ایسے ہوتے ہیں جو کثرت سے قسم کھاتے رہتے ہیں اِن تاجروں کو یہ بات اچھی طرح سمجھنی چاہیے کہ قسم سے تو اُن کی تجارت بڑھتی جائے گی اور اُن کی تجارت میں اُن کو نفع بھی ہو گا اور پیسے کی زیادتی بھی ہو گی، اُن کی پروڈکٹ جو ہے وہ معروف اور مشہور بھی ہو سکتی ہے لیکن ان کے مال میں کبھی برکت نہیں ہو گی جتنا بھی اُن کے پاس پیسہ ہو گا جتنی بھی مال و دولت ہو گی وہ پھر بھی فقیر رہیں گے پھر بھی محتاج رہیں گے، پھر بھی ان کے دل کی تنگی دور نہیں ہو گی۔ وجہ کیا تھی؟ کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کا عظیم نام لیا بغیر کسی وجہ کے اور یہاں پر بات عام ہو رہی ہے یاد رکھیں۔ میں جھوٹی قسم کی بات نہیں کر رہا کثرت سے قسم کھانے کی بات ہو رہی ہے ورنہ جھوٹی قسم جو ہے وہ اور اس سے بڑھ کر ایک اور جرم ہے!

آپ دیکھتے ہیں بعض دکاندار جو ہیں بڑی عجیب سی ان کی ایک حالت ہوتی ہے کہ جوں ہی جاتے ہیں وہ قسم شروع کر دیتے ہیں! بھئی آپ پوچھ رہے ہیں یہ چیز کیسی ہے یہ کتنے کی ہے؟ قسم سے بہت اچھی ہے۔ آپ سے پوچھا کسی نے آپ پوچھ رہے ہیں کتنے کی ہے؟ واللہ بہت اچھی ہے آپ اس کو دیکھیں آپ کو یوز کریں، اس کے یہ فائدے ہیں۔

بھئی میرے سوال کا جواب دیں کتنے کی ہے میں نے یہ کب پوچھا کہ میں اس کو خرید رہا ہوں ؟! میں نے تو ایسے ہی شاپنگ کہاں میں نے کرنی ہے میں تو ایسے ہی سیر کرنے آیا ہوں دیکھنے آیا ہوں چیزوں کو جیسا کہ عام خریدار ہوتے ہیں آج کل کے دور میں خریدنے والے کم ہوتے ہیں سیر کرنے والے بہت ہوتے ہیں۔ کوئی سیر کرنے والا پہنچ گیا اس بے چارے نے کہا یہ خریدنے آیا ہے اور قسمیں شروع کر دیں!

تو اِس کے دو نقصان ہوئے ایک تو اس نے خریدنا تھا نہیں، دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے قسم کھا کر اپنی برکت بھی ضائع کر دی تو ڈبل نقصان کیوں اٹھاتے ہو؟! اور عقل مندی کی بات یہ ہے جو آپ سے سوال کیا جائے اس کا جواب دیں نا کہہ دیں دَس کی ہے، پانچ کی ہے، بیس کی ہے اُس کی مرضی ہے خریدے نہ خریدے، اور اگر یہ پوچھتا ہے کہ یہ کیسی ہے تب آپ کہو یہ ایسی ہے اگر وہ نہ مانے تب آپ کو قسم کھانے کی ضرورت پڑے تب سچی قسم کھالو اس کی گنجائش ہے شریعت میں اور اسے کثرت نہیں کہتے کیونکہ ہر شخص بھی جھگڑالو نہیں ہوتا خریدنے والا یاد رکھیں۔ اگر کوئی جھگڑا کرے اور کہے کہ نہیں یہ تو یہ ہے یہ تو چائنا کی ہے، یہ تو ویسی ہے پھر آپ ثابت کریں کہ یہ چائنا کی اگر ہے تو چائنا کے مختلف درجات ہیں یہ بڑے درجے والی ہے۔

آپ کو پتہ ہے چائنا کی نمبر ایک، نمبر دو، نمبر تین، نمبر چار، مارکیٹ میں چیزیں آئی ہوئی ہیں تب آپ اس کو ثابت کر کے دکھائیں، پھر گارنٹی بھی ہوتی ہے بعض چیزوں کے ساتھ۔

الغرض کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تجارت جو ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت محبوب اور پسند ہے اور اس میں برکت بھی ہے یعنی تاجر کی تجارت میں جو برکت ہے وہ عام لوگ جو عام ہماری طرح جو نوکری کرنے والے ہیں اُن سے دس گنا زیادہ ہے۔ جو خیر تجارت میں ہے وہ نوکری سے زیادہ بہتر ہے لیکن تعجب کی بات دیکھیں اس خیر کو پانے کے بجائے گناہ کا بوجھ سر پر اٹھا لیا اور بے برکتی جیسا بوجھ! تو ایسی تجارت سے فائدہ کیا ہے؟! غلطی کہاں پر ہوئی؟ غلطی قسم کھانے میں ہوئی۔

برکت کثرت خیر کو کہتے ہیں خیر کی کثرت، عربی زبان میں برکت کا لفظ جو ہے وہ دو چیزوں سے لیا گیا ہے ''البرکۃ'' (کنواں) اور ''بروک الجمل'' (اونٹ کا بیٹھ جانا)۔ اونٹ جانتے ہیں آپ جب بیٹھ جاتا ہے تو جلدی نہیں اٹھتا، باقی بکری دیکھیں گائے دیکھیں بھینس دیکھیں جتنی بڑی بھی ہے اٹھتے ہوئے پریشان نہیں ہوتی لیکن اونٹ ایک ایسا جانور ہے جب ایک دفعہ بیٹھ جائے تو اس کے بیٹھنے کو بروک کہتے ہیں عربی میں، بروک یعنی اب بیٹھ گیا اب جلدی

سے اٹھنے والا نہیں ہے بے چارا اگر آپ اسے اٹھائیں گے تو بڑی مشقت سے اٹھتا ہے اُس کو اوپر، آگے پیچھے کر کے بے چارا مشکل سے اٹھتا ہے۔

اس لیے برکۃ جو ہے لغت کے اعتبار سے ان دو معنوں سے لیا گیا ہے۔اور کنویں میں کیا ہے؟ پانی ہے اور پانی خیر کی بنیاد ہے تو کثرت خیر اور اس کا لمبے عرصے تک رہ جانا۔ کثرت کنویں سے لیا گیا ہے خیر اور لمبے عرصے تک رہ جانا اونٹ کے بیٹھنے سے لے لیا، تو برکت کا معنی خیر کی کثرت اور اس کا لمبے عرصے تک رہ جانا۔

جب کوئی شخص قسم کھاتا ہے بار بار قسم کھاتا ہے تو اس کی جو خیر ہے تجارت میں جو مال و دولت اس نے کمائی ہے نمبر شمار میں تو وہ ملٹی ملینئر ہے لیکن حقیقتاً وہ مسکین اور فقیر ہے کیونکہ برکت اس سے ختم ہو گئی ہے یعنی جو خیر اس مال سے اسے ملنا تھا وہ اس خیر سے محروم ہو گیا۔

اس حدیث میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ کثرت سے قسم کھانا حرام ہے۔

2۔ کثرت سے قسم کھانے سے تجارت میں سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔

3۔اچھے تاجر کی نشانی یہ ہے کہ وہ کثرت سے قسم نہیں کھاتا اور بُرے تاجر کی نشانی یہ ہے کہ وہ کثرت سے قسم کھاتا ہے۔

4۔تاجر کو تجارت کرنے سے پہلے تجارت کے اصول جاننے چاہیئں اور تجارت کے اصول میں سے ایک اصل یہ ہے کہ زیادہ نہ قسم کھائی جائے۔

5۔ برکت کی اہمیت۔

6۔اچھی تجارت کا معیار کثرت مال نہیں بلکہ برکت ہے۔

آگے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وعن سلمان أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال'' (پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں) ''ثَلَاثَةٌ'' (تین ایسے لوگ ہیں) ''لَاَ يُكَلِّمُهُمُ اللّٰه'' (جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام نہیں کریں گے قیامت کے دن) ''وَلاَ يُزَكِّيهِمْ'' (اور نہ ہی ان کو پاک کریں گے گناہوں سے) ''وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ'' (اور ان کے لیے عذاب الیم ہے سخت عذاب ہے دردناک عذاب ہے)۔

یہ کون سے تین لوگ ہیں؟

1۔پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں"أُشَيْمِطٌ زَانٍ"(بوڑھا زانی (یعنی بوڑھا شخص زنا کرنے والا))۔

2۔"وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ"(متکبر فقیر)۔

3۔"وَرَجُلٌ جعَلَ اللهَ بِضاعتَه،لَا يَشْتَرِي إِلَّا بيَمينِه،وَلَا يَبِيعُ إِلَّا بيَمينِه"(اور تیسرا شخص"وَرَجُلٌ جعَلَ اللهَ بِضاعتَه"(اس نے اللہ تعالیٰ کو اپنی تجارت کا سامان سمجھا ہوا ہے)"لَا يَشْتَرِي إِلَّا بيَمينِه"(وہ قسم سے ہی خریدتا ہے)"وَلَا يَبِيعُ إِلَّا بيَمينِه"(اور وہ صرف قسم سے ہی بیچتا ہے)۔

اس عظیم حدیث میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر دیتے ہیں تین قسم کے لوگوں کے متعلق، یہ تین قسم کے لوگ ہمارے معاشرے میں موجود ہیں لیکن یہ ہمارے معاشرے کے وہ لوگ ہیں جنہیں بدترین سمجھا جاتا ہے۔ یہ بدترین اس لیے ہیں بد لوگ اس لیے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا،اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا گناہوں سے،اور نہ ہی وہ کوئی خیر دیکھیں گے بلکہ اُن کو عذاب الیم (دردناک عذاب) کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ان تین لوگوں کا جرم کیا ہے ذرا جرم پر غور کریں پھر سزا پر غور بھی کریں گے۔دیکھیں اللہ تعالیٰ تو اُرحم الراحمین ہے نا اب جب اتنی سخت سزا دیکھیں اللہ کلام نہ کرے یہ سزا ہی کافی ہے،پھر گناہوں سے پاک نہ کرے اور پھر عذاب الیم کا سامنا کرنا پڑے آخر جرم کیا تھا؟!

"الجزاء من جنس العمل"جیسا کروگے ویسا بھروگے،تین لوگوں پر ذرا غور کریں کیسے لوگ ہیں:

1۔پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں"أُشَيْمِطٌ زَانٍ"(بوڑھا زانی)۔

زنا تو ویسے ہی جرم ہے اور شریعت میں کبیرہ گناہوں میں اس کا ذکر ہوتا ہے لیکن جب ایک بوڑھا انسان زنا کرتا ہے تو اس کا جرم اور بڑھ جاتا ہے۔کیوں؟ کیونکہ جوان شخص جب زنا کرتا ہے تو اس کی ایک وجہ ہے اس کی شہوت اس کی جوانی اس کا جوش اس سے برداشت نہیں ہوتا وہ اپنے ربّ کو ناراض کر دیتا ہے،بوڑھے انسان کے اندر یہ چیزیں نہیں ہوتیں نہ تو اس کے اندر شہوت ہے نہ کوئی اس کے اندر جوش ہے جوانی کا تو اس نے اپنے ربّ کو ناراض کیوں کیا! یعنی مشکل سے اسے حاجت محسوس ہوتی ہے بیوی سے ہمبستری کی تین چار مہینے کے بعد اور وہ بھی بیوی کے پاس نہ گئے زنا کر دیا،ذرا غور کیا آپ نے!

میرے پاس ایک مریض آیا وہ شخص مشکل سے چلتا تھا مشکل سے اور اس شخص کو سیکچوئل ڈزیز(Sextual disease) تھی Gonorrhea تھا تو مجھے تعجب ہوا کہ اس عمر میں تو ہوتا نہیں ہے تو اس بابے کو کیا ہو گیا ہے! میں نے کہا باباجی خیریت تو ہے؟ کہتا ہے نہ پوچھو تم بس میرا علاج کرو۔ میں نے کہا علاج تو میں کرتا ہوں لیکن یہ ہوا کیسے یہ ایسے تو نہیں ہوتا۔ اس نے ایسے سر جھکایا اور کہا میں نے ایک فارمیسی سے ایک ویاگرا گولی خریدی وہ کھائی پھر میں نے زنا کیا۔ یعنی شہوت تو ہے نہیں پہلی بات یہ ہے، پھر دوائی خریدی تاکہ وہ ہمبستری کرنے کے لائق ہو، اور پھر جب کی تو زنا کیا اور اس کو اپنا معمول بنا کر رکھا ہے کیونکہ ایک مرتبہ سے ایسا نہیں ہوتا (ایسی بیماری)۔ تو میں نے کہا اللہ سے ڈرو کیا کر رہے ہو گولی کیوں کھائی؟! اس لیے کھائی کہ میں اپنی حاجت کو۔۔۔ میں نے کہا حاجت تھی نہیں تمہیں تو پھر گولی کھانے کی حاجت ہی کیا تھی اب یہ وقت ہے کہ آپ اللہ کے گھر میں جاؤ وہاں پر بیٹھو اللہ کا ذکر کرو تیس سال کی جوانی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی تھی بڑی نعمت ہے یا چالیس سال یہ آپ کو سب بھول گئے یہ اللہ کا فضل و کرم سارا بھول گیا آپ کو؟!

لیکن سبحان اللہ، ایک دوسرا مریض جب کلینک میں آتا ہے تو نرسیں بے چاری اُس سے بھاگ جاتی ہیں واللہ تعجب کی بات ہے! اس شخص کی حالت یہ ہے کہ نہ اُس کا سر رُک سکتا ہے نہ اس کے ہاتھ رک سکتے ہیں ایسی بیماری ہے، اس کی عمر تقریباً ستّر سال سے زیادہ ہے جب نرس اسے انجکشن لگائے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے درد کی وجہ سے نہیں اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنی ران پر پھیرتا ہے۔ دیکھیں ذرا غور کریں ایسے شخص پر! جب وہ آتا ہے نرسیں کہتی ہیں سب کھڑی ہوتی ہیں کہتی ہیں میں نہیں لگاتی، وہ کہتی ہے میں نہیں لگاتی۔

اب ایسا انسان جب اس دنیا میں چلتا ہے تو زمین کیا کہتی ہے جانتے ہیں آپ اور آسمان کیا کہتا ہوگا؟ کتنا بوجھ ہے ایسے لوگوں کا زمین کے اوپر! اس لیے یاد رکھیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، ایک مرتبہ ایک جنازے کو دیکھا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ" یہ ایسے شخص کا جنازہ ہے جس سے یا تو وہ خود راحت پانے والا ہے دنیا کی پریشانیوں سے اور مصیبتوں سے یا دنیا اِس سے راحت پانی والی ہے اس کے شر سے محفوظ ہو کر (جس کے شر سے درند اور پرند اور زمین بھی آج خوش ہے کہ آج یہ بوجھ اُتر گیا ہم سے)۔

میں اپنا محاسبہ کروں میں ان دونوں میں سے کہاں پر ہوں! دیکھیں مرنا تو ہم سب نے ہے کیا میرے مرنے سے مجھے راحت مل جاتی ہے دنیا کی مصیبتوں سے یا دنیا والوں سے مصیبت ٹل جاتی ہے آج میں خود اس کا محاسبہ کر کے اس سوال کا جواب دے سکتا ہوں اور ہم سب اپنا اپنا محاسبہ کر سکتے ہیں۔

اور اِس سے بڑھ کر جرم جو ہے جو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا وہ ہے شرک، مشرک جو ہے شرک کرنے والا، بدعہ مکفرہ کا ارتکاب کرنے والا اِس زمین کے اوپر سب سے بڑا بوجھ ہے چاہے وہ سب سے بڑا نمازی کیوں نہ ہو، سب سے بڑا حاجی کیوں نہ ہو اور وہ زناکاریوں اور بدکاریوں سے دور کیوں نہ ہو لیکن جب اس نے شرک کیا تو اُس سے بڑا جرم کرنے والا اُس سے بڑا بدکار انسان کوئی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾(لقمان:13) (بے شک شرک سب سے بڑا ظلم ہے)۔ اگر اس بوڑھے زانی نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو مشرک نے تو اپنے اوپر اِس سے بڑا ظلم کیا ہے۔

یہ تو پہلا تھا بوڑھا زانی، حکمیوں کے جو اشتہار ہیں کہ جوانی آپ کو دے دیں گے یہ یہی تو یہ دوائیاں ہیں، میڈیکل سائنس نے ویا گرا نکالی اور حکیموں کے کشتے ہیں اپنے کشتوں سے اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور دونوں صورتوں میں علاج کے لیے استعمال کرنا جائز ہے میں یہ نہیں کہہ رہا جائز نہیں ہے علاج کے لیے جائز ہے بشرطیکہ اس کی تحقیق ہو کہ یہ دوائی جو ہے اس کا فائدہ اس کے نقصان سے زیادہ ہے اگر نقصان ہی زیادہ ہے تو اس کا فائدہ کیا ہے استعمال کرنے کا؟!

یہ اس صورت میں میں بات کر رہا ہوں جب اس کا غلط استعمال کیا جائے اور میرے سامنے ایک ایسی واضح مثال آئی ہے میں سوچتا تھا جب یہ حدیث پڑھتا تھا کیا بوڑھا کبھی زنا کر سکتا ہے؟! تو اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے سامنے ایک ایسی مثال دکھادی کہ واقعی میں حیران رہ گیا!

2۔ دوسرا کون ہے؟ متکبر فقیر۔ عجیب سی بات ہے واللہ عجیب سی بات ہے! یعنی عجب تو اِس بوڑھے پر بھی ہے اور اُس سے بڑھ کر اِس فقیر پر ہے کہ ایک تو وہ فقیر ہے اُس کے پاس کچھ نہیں ہے! جانتے ہیں فقیر کسے کہتے ہیں؟ جس کے پاس کچھ نہ ہو، یعنی وہ ٹوٹ چکا ہے اللہ تعالیٰ کا امتحان ہے اس شخص پر۔ دیکھیں رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے جس کو بے حساب دے اور جس کو کچھ بھی نہ دے اللہ کی مرضی ہے۔

اب اس شخص پر اللہ تعالیٰ نے امتحان نازل کیا کیا امتحان تھا؟ کہ تمہارے پاس رزق کے اسباب اللہ تعالیٰ نے مہیا نہیں کیے، فقیر ہے فقیر کہ جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ یہ امتحان کس لیے تھا؟ تاکہ یہ فقیر جو ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے ٹوٹ جائے اور اس کا تکبر اس کی زندگی سے مٹ جائے۔

دیکھیں امتحان کی ایک وجہ ہوتی ہے نا اللہ تعالیٰ کو کیا ملتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کو ہمارا تقویٰ اور ایمان کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ باطل تو ہمارے اندر ہے نا جو کچھ بھی ہے، تو فقیر کو اس لیے فقیر بنایا کہ اس کے اوپر امتحان تھا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرلے اور اس کے اندر نرمی پیدا ہو جائے۔ دیکھیں فقیر مانگتا ہے کہ نہیں؟ مانگنے والا ہے۔ تو وہ اپنے ربّ کے سامنے ٹوٹ جائے اور جب کسی شخص کے سامنے ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے تو سر جھکا کر مانگتا ہے۔ سر جھک جاتا ہے نا!

ذرا اس فقیر کو دیکھیں کہ فقیر بھی ہے اور سینہ تان کر چلتا ہے، کسی سے مانگتا ہے تو سر اٹھا کر مانگتا ہے! ایسا شخص جو ہے جو اس امتحان میں ناکام ہوا اللہ تعالیٰ اس کی بہتری چاہتا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے فقیر اس لیے بنایا تاکہ وہ جنت حاصل کر لیتا ،اس لیے دیکھیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں (کہ قیامت کے دن فقراء جو ہیں مساکین جو ہیں وہ اغنیاء سے چالیس سال پہلے پہنچے گے (اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پانچ سو سال پہلے))۔ چالیس ایک روایت میں آیا ہے دوسری روایت میں پانچ سو سال پہلے پہنچیں گے، سبحان اللہ۔

تو فقیر کو اس لیے فقیر بنایا تاکہ وہ جنت میں پہلے پہنچے غنی سے اور یہ ایسا فقیر ہے جو جنت میں جانا نہیں چاہتا! کیوں؟ اپنے تکبر کی وجہ سے۔ تکبر ایسا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ کبھی پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ تو سارے گناہ ہی پسند نہیں کرتا لیکن یہ ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے ابلیس نے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔

سب سے پہلی معصیت جو کائنات میں ہوئی، سب سے پہلی نافرمانی جو کائنات میں ہوئی وہ تکبر کی نافرمانی تھی۔ ابلیس نے تو اپنا کام کر دکھایا اس فقیر کو کیا ہو گیا ہے کہ ابلیس والا کام کر رہا ہے! سبحان اللہ۔ تو متکبر فقیر جو ہے اس کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرے گا اس کا تزکیہ نہیں کرے گا گناہوں سے اور یہ عذاب الیم کا حقدار ہو گا۔

3۔ تیسرے نمبر پر ان دونوں سے بڑھ کر عجیب انسان ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو اپنا مال تجارت سمجھتا ہے (اللہ تعالیٰ کے نام کو) قسم سے خریدتا ہے قسم سے بیچتا ہے۔

کوئی چیز خریدنی ہے قسم کھاتا ہے، چیز بیچنی ہے قسم کھاتا ہے گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے نام ہی کو اپنی تجارت کا مال سمجھا ہوا ہے۔ تو ایسا بدکار انسان جس کے اندر یہ بھی معرفت نہیں ہے، یا جو شخص یہ بھی نہیں جانتا کہ کتنا بڑا جرم کر رہا

ہے اللہ تعالیٰ کا نام لے رہا ہے اللہ تعالیٰ کا عظیم نام لے رہا ہے اور اسے اتنی بھی شرم نہیں آئی کہ وہ کس انداز میں نام لے رہا ہے!

یہ تین تھے، اس حدیث میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

2۔معطلہ اور اسماء والصفات کا انکار کرنے والوں کا رد جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرماتا۔

3۔بوڑھا زانی خطرے میں ہے جب تک وہ توبہ نہیں کرتا تو وہ اُس وعید میں داخل ہے۔

4۔متکبر فقیر بھی خطرے میں ہے اسے توبہ کرنی چاہیے۔

5۔کثرت سے قسم اٹھانے والا بھی خطرے میں اسے بھی توبہ کرنی چاہیے۔

6۔بعض ایسے لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ تزکیہ نہیں کرے گا قیامت کے دن اور ان سے کلام بھی نہیں کرے گا ان میں یہ تین لوگ شامل ہیں۔

7۔یہ حدیث جو ہے وعید کی احادیث میں سے ہے "وعید" جس میں ڈرانے کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

8۔ایک قاعدہ سمجھ لیں کہ اگر معصیت کے اسباب اور وجوہات نہ ہوں اور معصیت کوئی شخص کر بیٹھے تو اس کا جو گناہ ہے وہ دُگنا ہو جاتا ہے۔ معصیت کے اسباب اور وجوہات نہ ہوں اور معصیت کی جائے نافرمانی کی جائے تو پھر ایسے شخص پر جو گناہ ہے اس کی جو سزا ہے وہ دُگنی ہو جاتی ہے۔

اگلی جو دو احادیث ہیں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وفي الصحيح" (صحیح بخاری میں) "عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" (پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں) "خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي" (سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے) "ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" (پھر اس کے بعد میں آنے والا زمانہ) "ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" (پھر اس کے بعد میں آنے والا زمانہ) "قال عمران" (سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے کہا) "فلا أدري أذكر بعد قرنه مرتين أو ثلاثا؟" (میں بھول گیا کہ اپنے زمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ فرمایا) "ثُمَّ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمٌ" (تو پھر تم لوگوں کے بعد ایسی قوم آئے گی ایسے لوگ آئیں گے) "يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ" (جو بغیر طلب کرنے سے گواہی دیں گے) "وَيَخُونُونَ وَلَا

يُؤْتَمَنُونَ"(اور خیانت کریں گے امانت دار نہیں ہوں گے)"وَيَنْذِرُونَ وَلَا يُوفُونَ"(اور نذر تو کریں گے منّت تو مانیں گے لیکن اسے پورا نہیں کریں گے)"وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ"(اور ان لوگوں میں موٹاپا ظاہر ہوگا)۔

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر دیتے ہیں کہ زمانے کے اعتبار سے جو تین پہلے زمانے ہیں وہ سب سے بہترین زمانے ہیں کیونکہ یہ وہ زمانے ہیں جنھوں نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ قربت کا شرف حاصل کیا ہے۔ جتنا زمانہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ قریب ہوگا اتنا ہی وہ زمانہ شریف اور بابرکت اور باعزت زمانہ ہوگا اور اس میں خیر ہی خیر ہوگا اور جتنا ہی یہ زمانہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہوتا جائے گا اتنا ہی اس کے اندر سے خیر و برکت کم ہوتی جائے گی اور شر اس میں بڑھتا جائے گا۔

جب بُرا زمانہ شروع ہوگا اُس بُرے زمانے کی چند نشانیاں پیارے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں اُن میں سے گواہی کی بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے کہ کوئی گواہی کسی سے طلب نہیں کرے گا خود بہ خود دوڑے گا گواہی کے لیے بغیر کسی وجہ کے اور گواہی سچی ہے یا جھوٹی ہے اُس کی پرواہ نہیں کریں گے، اور خیانت عام ہو جائے گی امانت داری بہت کم لوگوں میں نظر آئے گی، لوگ بہت کثرت سے منّتیں ماننا شروع کر دیں گے لیکن اُس منّت کو پورا بھی نہیں کریں گے اور یہ بھی نہیں دیکھیں گے کہ یہ منّت جو مانی جا رہی ہے کیوں مانی جا رہی ہے کس لیے مانی جا رہی ہے اور کس کے لیے مانی جا رہی ہے، اور اُن میں جو ایک نشانی ہو گی کہ کثرت سے موٹاپا اس قوم میں نظر آئے گا اور آج دیکھتے ہیں آپ لوگ کہ آج کے زمانے میں موٹاپا جو ہے وہ ایک چیلنج ہے کہ اکثر لوگوں میں لوگ جو ہیں وہ موٹاپے کا شکار ہیں۔

دیکھیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس زمانے میں بات کر رہے ہیں جس وقت پانی کی بوند ملنا مشکل ہوتی تھی کھانا پینا بہت مشکل ملتا تھا اور موٹاپا اس زمانے میں تو آپ سوچ بھی نہیں سکتے! موٹاپا تب آتا ہے جب کثرت سے کھانا پینا ملے کثرت سے خیر ہوتی ہے، لیکن جب انسان کو اللہ تعالیٰ نعمتوں سے نوازتا ہے رزق سے نوازتا ہے اور یہ انسان اُس رزق میں حد پار کر جاتا ہے اپنے ربّ کو بھول جاتا ہے تو پھر اس کا کردار بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسے چاہیے تھا کہ وہ اچھا انسان ہوتا امانت دار ہوتا سچا انسان ہوتا اور حق راستے کو اپناتا لیکن یہ دیکھا گیا جب اس نے اپنے ربّ سے دوری اختیار کی تو پھر وہ ان بیماریوں میں مبتلا ہو گیا۔

اس حدیث میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔پہلے تین زمانوں کی بہتری کی دلیل۔

2۔زمانوں میں تفاوت ہوا کرتا ہے زمانے مختلف ہوتے ہیں خیریت کے اعتبار سے۔

3۔خیانت حرام ہے۔

4۔منّت کو پورا کرنا واجب ہے اگرچہ منّت میں ابتداء جو ہے مکروہ ہے لیکن اگر منّت مان لی جائے تو اس کو پورا کرنا واجب ہے۔

5۔بغیر طلب کے گواہی دینا مذموم ہے (بغیر وجہ کے)۔

6۔سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کہ انہوں نے جب بھول گئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ فرمایا تو اپنی طرف سے متعین نہیں کیا بلکہ حق بات بیان کر دی کہ دو یا تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو یا تین زمانے ذکر کیے پہلے زمانے کے بعد۔

اگر دو زمانے ذکر کیے تو تین بنتے ہیں اگر تین ذکر کیے تو پھر چار زمانے بنتے ہیں تو زمانے تین ہیں یا چار ہیں کیونکہ وہ بھول گئے اور یہ ہمیشہ سے طریقہ رہا ہے اہل حق کا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس لیے ثقات میں سب سے چوٹی پر ہیں۔

8۔موٹاپا قابل مذمت ہے شرعاً بھی اور حقیقتاً بھی۔آپ دیکھتے ہیں کہ موٹاپا جو ہے وہ اچھی بات نہیں ہے اس لیے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نشانی بیان فرمائی کہ موٹاپا اُن میں عام ہو جائے گا۔

آگے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وفيه" (یعنی صحیح بخاری میں (یہ متفق علیہ حدیث ہے)) "عن ابن مسعود" (سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) "أن النبي صلى الله عليه وسلم" (پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں) "قال:خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي" (بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں) "ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" (پھر ان کے بعد میں آنے والے لوگ) "ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" (پھر ان کے بعد میں آنے والے لوگ) "ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ ، وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ" (پھر ایسے لوگ آئیں گے بعد میں جن کی گواہی قسم پر اور اُن کی قسم گواہی پر سبقت لے جائے گی)۔

کثرت سے قسم کھانے والے گواہی بہت کثرت سے دیں گے اور قسم بھی کثرت سے کھائیں گے اس کے معنی یہ ہیں اور اس حدیث میں بھی ہمیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دیتے ہیں تین بہترین زمانوں کی اس حدیث میں تین زمانے ہی کا ذکر ہے شک نہیں ہے روای کو، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین ہیں تو ان دونوں روایات

کو جمع کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ بہترین زمانے چار نہیں بلکہ تین ہی ہیں۔ جو وہم وہاں پر سیدنا عمران کو ہوا اس وہم کو دور کیا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اور فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین زمانے ہیں اور یہ متعین ہے کیونکہ آپ اگر تاریخ بھی اٹھا کر دیکھیں تو چوتھے زمانے میں ہی بدعت عام ہوئی (چوتھی صدی میں)۔

تیسری صدی تک جو ہے بدعت تھی لیکن دبی ہوئی تھی ظہور اور اس کا انتشار جو ہے وہ جوں ہی تیسری صدی ختم ہوئی چوتھی صدی کی ابتداء سے ہی یہ ساری کی ساری مصیبتیں ہیں جو اُمت میں آئی ہیں۔

اس حدیث میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ بہترین زمانے تین ہیں۔

2۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ کہ جیسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ویسا ہی ہوا۔

3۔ کثرت سے گواہی دینا اور کثرت سے قسم کھانا جائز نہیں ہے حرام ہے۔

4۔ شریعت میں گواہی کی اہمیت اور فضیلت۔

5۔ شریعت میں قسم کی اہمیت اور فضیلت، اہمیت ہے تو اس لیے روکا ہے کہ کثرت سے قسم نہ کھائی جائے۔

6۔ کثرت سے گواہی دینا اور کثرت سے قسم کھانا توحید کامل کے منافی ہے۔

آگے ابراہیم النخعی رحمۃاللہ علیہ کا ایک قول ہے شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وقال إبراهيم النخعي: كانوا يضربوننا على الشهادة والعهد ونحن صغار" (امام ابراہیم النخعی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں مارا کرتے تھے گواہی پر اور وعدے پر جب ہم چھوٹے ہوا کرتے تھے)۔ جب ہم گواہی دیتے بغیر کسی وجہ کے تو مار پڑتی، سمجھایا جاتا کہ غلط کر رہے ہو بیٹا کیوں گواہی دی ہے جب تم سے پوچھا کسی نے نہیں ہے! اور وعدے پر جب وعدہ خلافی ہوتی تھی ہم سے ہم بچپن میں چھوٹے بچے تھے ہمیں تب بھی مار پڑتی تھی۔

مار کا مطلب ہے شرعی مار، یہ نہیں تھا کہ ہڈی پسلی ایک کر دیں جیسا کہ بعض لوگ آج کل اپنے بچوں کو مارتے ہیں! مار کا مطلب یہ ہے کہ بچے کو پتہ چلے کہ اس نے جرم کیا ہے اس نے غلط کیا ہے ایسے نہیں کرنا چاہیے۔

تو دیکھیں یہاں پر سلف سے ثابت ہے کہ ان لوگوں نے کس طریقے سے دین کی حد کے اندر رہ کر دین کو سمجھا بھی ہے اور بچوں کو بھی سمجھایا ہے اور ہمارے بچے جھوٹ بولتے ہیں ہمیں پرواہ نہیں ہوتی! دیکھیں وعدہ خلافی دور کی بات ہے وعدہ توڑنا دور کی بات ہے بات بات پر بچے جھوٹ بولتے ہیں ہم ہنستے ہیں دیکھتے ہیں کہ کتنا چالاک بچہ ہے!

یہ چالاک بچہ تمہاری ہلاکت کا سبب بنے گا قیامت کے دن، آج وقت ہے اس کو سمجھاؤ آج وقت ہے اسے بتاؤ کہ بیٹا یہ صحیح ہے یہ غلط ہے۔ واللہ اعلم

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (102. کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio